دینی اداروں کے مالی تعاون کے روپ میں آگے بڑھ کر دینی جماعتوں کی پالیسیاں تبدیل کر کے رکھ دی ہیں۔ علماء خود بہت بڑی طاقت ہیں۔ انہیں ۲۲ گروپوں میں تقسیم کرنے والے یہی سرمایہ دار ہیں اور پھران لوگوں نے نہایت خاموشی اور خوبصورت طریقوں سے دینی جماعتوں کو سیکولر سیاسی جماعتوں کا موالی بنا دیا ہے جس سے سیکولر سیاسی جماعتیں اور شخصیتیں بالا دست بن گئیں۔ دینی جماعتیں اور دینی شخصیتیں سیاسی "ٹول" بن کے رہ گئی ہیں۔ ہم ادب سے کہتے ہیں کہ دینی جماعتیں اور ان کے بزرگ اپنی پالیسیوں اور صفوں پر گہری نظر ڈالیں، اور دینی انقلاب کے لئے آگے بڑھیں۔ موجودہ روش دینی انقلاب کی نہیں بلکہ زوال، ادبار اور شکست خوردہ ذہنیت کی نمائندگی ہے۔ علماء کرام نے ۵۶ء کے آئین سازی کے دور میں مروجہ سیاسیات میں سیاسی کردار اپنایا اور آج کہ ۸۹ء ہے، ان تینتیس ۳۳ برسوں میں علماء کو بار بار شکست و ریخت کا سامنا کرنا پڑا، اور عمر بھر کی نواگری کا صلہ ۱۲ یا ۱۵ افراد کا اسمبلی یا سینیٹ میں پہنچ جانا کیا یہ کامیابی ہے ؟ کیا ان افراد کے ذریعہ دینی حکومت کی منزل قریب ہوئی ہے ؟ کیا عوام میں علماء کا وقار بلند ہوا؟ کیا امت میں دینی مزاج عام ہوا ؟ ـــــ حالات و واقعات ڈنکے کی چوٹ ان تمام سوالات اور دیگر بیسیوں سوالات کا جواب مکمل نفی میں دیتے ہیں اور تو اور خود علماء کرام ان تینتیس برسوں میں اسی مکروہ سیاست کی وجہ سے خوفناک قسم سے انتشار و افتراق کا شکار ہو چکے ہیں۔ تجربہ، ہزیمت اور افتراق کی اس گھاٹی سے گزرنے کے بعد تو موجودہ سیاسی حکمت عملی پر نظر ثانی تطہیر اور تبدیلی ازبس ضروری ہے۔ حدیث پاک کے ارشاد کے مطابق

اَلْمُؤْمِنُ لَا يُلْدَغُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَيْنِ

مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جا سکتا۔

اور علماء پاکستان ۵۶ء سے ۸۹ء تک پانچ مرتبہ زخم اٹھا چکے ہیں اور ہر مرتبہ انہیں شکست و ریخت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن بار بار اسی سوراخ میں انگلی دیتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں یہ نتیجہ ہے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی ہمنوائی کا پاکستان کے تمام طبقوں کے علماء اس بار بار کے تجربہ و ندامت کے تسلسل سے سبق حاصل کریں۔ اور دینی انقلاب کے لئے مل بیٹھیں۔ ورنہ انہیں مستقبل میں ایک خوفناک مغربی نیشنلزم اور مغربی ثقافتی یلغار کا سامنا کرنا پڑے گا جو ان کی رہی سہی دینی حیثیت کو بھی خس و خاشاک کی طرح بہالے جائیگا۔

مرا د ما نصیحت بود و گفتیم

حوالت با خدا کردیم و رفتیم